۳۴واں باب

نبوّت کا پانچواں سال (جاری)

قرآنی سورتوں کی مکّی و مدنی درجہ بندی

۳۴واں باب

قرآنی سورتوں کی مکّی و مدنی درجہ بندی

جلد دوم میں یہ تحریر کیا گیا تھا: "سوال یہ ہے کہ وہ نزولی ترتیب جس کو میں نے اس کتاب میں اختیار کیا ہے کہاں سے حاصل کی اور ہر ہر تنزیل کے لیے اُس کے زمانہ نزول کو متعین کرنے کے لیے میرے پاس کیا دلائل ہیں؟ اس سوال سے میں نے نہ پہلی جلد اور نہ ہی اِس دوسری جلد میں تعرض کیا ہے، وجہ اِس کی صرف اتنی ہے کہ میں قارئین کو بالکل آغاز ہی میں اس معاملے میں ذہن پر زیادہ زور ڈالنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس موضوع پر ان شاء اللہ اگلی جلد میں گفتگو ہو سکے گی۔ جو اصحاب اس موضوع پر تفصیلی معلومات چاہتے ہیں انھیں میں جناب پروفیسر صلاح الدین کاشمیری ؒ صاحب کی کتاب 'مطالعہ سیرتِ پیغمبرِ انقلاب اور قرآنِ حکیم' پڑھنے اور تفہیم القرآن سے سورتوں کے زمانہ نزول اور شانِ نزول والے حصوں کو پڑھنے کی سفارش کروں گا۔" حسبِ وعدہ اس جلد میں اس موضوع پر گفتگو کی ضرورت ہے۔ تفصیل سے گفتگو کا موقع ابھی بھی نہیں ہے آخری جلد میں اِنشاءاللہ یہ کام کماحقہ ہو سکے گا۔

قرآن مجید کی توقیفی اور نزولی ترتیب

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اُسی نے اِسے اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر نازل کیا، اُسی معبود اور خالقِ حقیقی کی رہ نمائی میں اُس کے رسول نے اس کے اجزا (سورتوں اور آیات) کو نزول کے ساتھ ہی ترتیب دیا کہ کس جز کو کس جگہ آنا ہے اور کس آیت کو کس سورۃ میں کس جگہ نصب ہونا ہے۔ ساری دنیا میں جو مصاحف موجود ہیں، یہ سب اُسی ترتیب پر ہیں، اس ترتیب کو ترتیبِ توقیفی بھی کہتے ہیں۔ یہ ترتیب اُس ترتیب سے بالکل مختلف ہے جس ترتیب سے یہ نازل ہوا تھا۔ مصحف کی توقیفی ترتیب کی حکمتوں کو اللہ ہی جانتا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ قرآن کے اسرار و رموز آشکار ہوتے جاتے ہیں۔ مولانا فراہی ؒ نے اس ترتیب میں نظم کو تلاش اور بیان کیا جس سے قرآن فہمی کی نئی راہیں

کھل گئیں اور قرآن کی ایک ایک آیت اور سورۃ کا عمود، مرکزی مضمون اور پیغام اس طرح سے واضح ہو گیا کہ قرآن کی تعلیمات میں اپنی مرضی اور نفس کی خواہشوں سے معنی آفرینی کی راہیں بند ہو گئیں۔ اُن کے شاگردِ رشید امین احسن اصلاحیؒ نے اس کام کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ اس تمہید کی ضرورت راقم کو اس لیے پیش آئی کہ سیرۃ کی اس کتاب میں چوں کہ نزولی ترتیب سے آیات اور سورتوں کا تذکرہ آ رہا ہے تو کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ میں قرآن کی اصل توقیفی ترتیب اور اُس کی حکمت واہمیت سے صرفِ نظر کر رہا ہوں، معاذ اللہ۔ ایسا خیال کسی ایسے نادان کے ذہن ہی میں آ سکتا ہے جو قرآن کی عظمت سے ناواقف ہو۔

نزولی ترتیب میں پہلا موضوع ہے سورتوں کے مکّی اور مدنی ہونے کے تعین کا۔ اس مسئلے کے حل کرنے کے بعد اہم کام مکّہ میں نزولی ترتیب کا ہے، جو ایک مشکل مسئلہ ہے۔ مدنی سورتوں کے زمانہ نزول کے بارے میں مضبوط اور قابلِ اعتماد روایات کافی تعداد میں ملتی ہیں جن کی تائید سورتوں کے مضامین سے ہو جاتی ہے ۔

سورتوں کی مکّی و مدنی درجہ بندی

مکّی دَور بنیادی عقائد و افکار کا محل تھا۔ اس کے مقابلے میں مدینہ اسلامی معاشرے کے خدوخال اور قوانین و احکام کا، چناں چہ احکام کو منضبط کرتے ہوئے ساری نظریں مدنی آیات کی جانب اور بنیادی عقائد پر گفتگو کرتے ہوئے مکّی آیات سامنے ہونی چاہییں، دورِ نبوّت کے بعد، آغاز میں اہلِ علم کو مکّی اور مدنی سورتوں کو ممیز کرنے کی یہی وجہ بنی، پھر جوں جوں زمانہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دورِ حیاتِ سعید سے دور ہوتا چلا گیا اور وہ لوگ اس دنیا سے اُٹھنے لگے جن کی موجودگی میں روح الامین قرآن لے کر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر آ رہے تھے تو قرآن کی تقریری زبان کے جملوں میں زمان و مکاں کی جانب محذوف اشارات سے واقفیت کے لیے سورتوں اور آیات کی شانِ نزول اور زمانہ نزول بیان کرنا ضروری ہو گیا اور صحابہ و تابعین اور اُن کے بعد آنے والے مفسرین نے اس کام کو بڑی عمدگی سے انجام دیا۔ پھر سیرت نگاری کا آغاز ہوا، تاریخ تو اوقات کے تعین سے گزرتے ماہ و سال کے واقعات کو صحیح ترتیب سے بیان کرنے کا نام ہے جب آپ کو ان گزرتے اوقات میں یہ بھی تعین کرنا ہے کہ کس سنہ میں، کس واقعے سے

پہلے اور بعد میں کون سی آیات نازل ہوئیں اور اس عزم کے ساتھ کہ پورے قرآن کو سیرت کے بیان میں موتیوں کی طرح اپنے محل میں پرو دینا ہے، تو یقیناً یہ کام ایک محکم نزولی ترتیب کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیا ہمارے پاس کوئی ایسی نزولی ترتیب موجود ہے جس پر تمام اہلِ علم متفق ہوں؟ اس سوال کا سادہ سا جواب تو یہی ہے کہ سو فی صد یقینی اور اہلِ علم میں مقبول ایسی کوئی ترتیب موجود نہیں مگر علومِ قرآن کے ماہرین کے نزدیک بیس سورتیں بالاتفاق مدنی ہیں اور بارہ سورتوں کے مکّی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس طرح ایک سو چودہ سورتوں میں سے یہ ۲۰ + ۱۲ سورتیں نکال دی جائیں تو باقی بیاسی ۸۲ سورتیں بالاتفاق مکّی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابی بن کعبؓ کے گمان کے مطابق ۸۷ سورتیں مکّی تھیں، ابنِ عباسؓ ۸۶ کو مکّی جانتے تھے اور اسی طرح تابعین بھی مختلف الآرا تھے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ کاشمیری صاحبؒ کی کتاب 'مطالعہ سیرتِ پیغمبرِ انقلاب اور قرآنِ حکیم' جلد اوّل ص ۵۳۰ تا ۵۳۱]

۱۲ سورتیں جن کے مکّی یا مدنی ہونے کے بارے میں مفسّرین مختلف الآرا ہیں، وہ یہ ہیں: اَلْفَاتِحَة، الرَّعْد، الرَّحْمٰن، الصَّف، التَّغَابُن، الْمُطَفِّفِیْن، الْقَدْر، الْبَیِّنَة، الزِّلْزَال، الاخلاص الْفَلَق، الْنَاس۔ وہ ۲۰ سورتیں جو مفسّرین کے درمیان بالاتفاق مدنی ہیں وہ یہ ہیں: اَلْبَقَرَة، اٰلِ عِمْرٰن، النِّسَآء، الْمَآئِدَة، الْاَنْفَال، التَّوْبَة، النُّوْر، الْاَحْزَاب، مُحَمَّد، الْفَتْح، الْحُجُرٰت، الْحَدِیْد، الْمُجَادِلَة، الْحَشْر، الْمُمْتَحِنَة، الْجُمُعَة، الْمُنٰفِقُوْن، الطَّلَاق، التَّحْرِیْم، النَّصْر. قرآن مجید کی کل ۱۱۴ میں سے اِن ۱۲ اور ۲۰ یعنی ۳۲ سورتوں کے علاوہ باقی ۸۲ سورتیں تمام بالاتفاق مکّی ہیں۔"[16]

علامہ سیوطی الاتقان فی علوم القرآن میں کہتے ہیں: مکّی سورۃ وہ ہے جو ہجرتِ مدینہ سے پہلے نازل ہوئی ہو، خواہ مکّہ میں نازل ہوئی ہو یا کسی اور جگہ۔ اس کے بر عکس مدنی سورۃ وہ ہے جو ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئی ہو اگرچہ وہ مکّہ میں نازل ہوئی ہو۔ عثمان بن سعید رازی نے یحییٰ بن سلام کی سند سے اس حدیث کی تخریج کی ہے کہ "خاص مکّہ میں اور سفرِ ہجرت کے اثنا میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے قبل کلام اللہ کا جس قدر حصہ نازل ہوا وہ سب مکّی ہے اور رسالتِ مآب ﷺ کے

[16] الناسخ والمنسوخ، ابوالحسن بن الحصار، بحوالہ الاتقان، جلد ۱، ص ۲۰۔۲۱

مدینے میں آجانے کے بعد آپ ﷺ کے سفروں کی حالت میں جس حصے کا نزول ہوا وہ مدنی کے ساتھ شامل ہے"[17]

ذیل میں ہم قرآن مجید کی سورتوں کا ایک جدول دے رہے ہیں جو یہ واضح کرتا ہے کہ کون سی سورۃ بالاتفاق مدنی ہے، کون سی بالاتفاق مکّی [Macci] اور کون سی سورتوں کے بارے میں مفسّرین کے درمیان اُن کے مکّی یا مدنی ہونے کے بارے میں اتفاقِ رائے نہیں ہے۔ ہر سورۃ کے نام سے قبل اُس کا ترتیبِ تلاوت شمار نمبر ہے اور اسی طرح ہر درجہ کے ساتھ ایک رواں نمبر ہے، یوں کل متفق علیہ مکّی سورتیں ۸۲ ہیں، مدنی ۲۰۔ اور مختلف فیہ ۱۲ ہیں۔ مختلف فیہ سورتوں کے نام اور اُن کے نمبر شمار چہار جانب بارڈر میں گھرے ہیں۔

علامہ کاشمیریؒ نے سُوۡرَۃُ الۡبَیِّنَة کو مدنی جانا ہے اور سید مودودیؒ نے اس کے بارے میں کسی بھی رائے کو اختیار کرنے سے گریز کیا ہے۔ یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ الۡبَیِّنَه مکّہ میں نازل ہونے والی بالکل آخری سورتوں میں سے ایک ہے۔

دیگر قابلِ ذکر اختلافِ رائے میں سُوۡرَۃُ الماعون کو کاشمیری صاحبؒ نے مکّی جانا ہے جب کہ سید مودودیؒ اور سید قطبؒ، دونوں حضرات نے اسے مدنی جانا ہے کہ اس سورۃ میں ریاکاری سے پڑھی جانے والی منافقین کی نماز کا ذکر ہے جس کا ظہور مدینہ میں ہوا تھا، جب کہ کاشمیری صاحبؒ کی رائے میں یہ مشرکینِ مکّہ کی نماز ہے جو وہ حرم میں اپنے انداز سے ادا کرتے تھے اور وہ اس سورۃ کو مکّی ہی قیاس کرتے ہیں۔ قرینہ یہی ہے کہ سید مودودیؒ اور سید قطبؒ کی رائے زیادہ صائب ہے۔

مقامِ نزول کے بارے میں ۱۲ مختلف فیہ سورتوں میں سے سوائے چار سورتوں الرَّعۡد، الصَّف، التَّغَابُن اور الۡبَیِّنَة کے باقی تمام سنہ پانچ نبوی تک نازل ہو چکی تھیں، اور اس سال کے واقعات اور تنزیلات اِس تیسری جلد میں مکمل ہو جائیں گے، لہذا سنہ پانچ تک نازل ہونے والی ان سورتوں کے مکّی تسلیم کرنے کے لیے گفتگو ضروری ہے۔ تاہم میں اپنی وجوہِ ترجیح دینے کے بجائے تفہیم القرآن سے اِن سورتوں کے شانِ نزول کو نقل کر رہا ہوں، میں نے سوائے الۡبَیِّنَة کے

---

[17] علامہ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد ا ص ۱۵

تمام سورتوں کے مکّی اور مدنی تعین میں سید مودودیؒ کی ہی پیروی کی ہے اور سید صاحبؒ بھی اس ضمن میں جمہور مفسرین کے ہم نوا ہیں۔ تاہم جس شانِ دلیل سے مودودیؒ زمانہ نزول کو طے [فیصل]

جدول ۳۴-۱ توقیفی ترتیب سے سورتوں کے نام اور مکّی، مدنی یا مختلف فیہ حیثیت کا تعین اور شمار

سورۃ	حیثیت	سورۃ	حیثیت
۱ سُوْرَةُ الْفَاتِحَة	مختلف فیہ ۱	۱۸ سُوْرَةُ الْكَهْف	Macci 10
۲ سُوْرَةُ الْبَقَرَة	بالاتفاق مدنی ۱	۱۹ سُوْرَةُ مَرْيَم	Macci 11
۳ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن	بالاتفاق مدنی ۲	۲۰ سُوْرَةُ طٰهٰ	Macci 12
۴ سُوْرَةُ النِّسَآء	بالاتفاق مدنی ۳	۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	Macci 13
۵ سُوْرَةُ الْمَآئِدَة	بالاتفاق مدنی ۴	۲۲ سُوْرَةُ الْحَجّ	Macci 14
۶ سُوْرَةُ الْاَنْعَام	Macci 1	۲۳ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن	Macci 15
۷ سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	Macci 2	۲۴ سُوْرَةُ النُّوْر	بالاتفاق مدنی ۷
۸ سُوْرَةُ الْاَنْفَال	بالاتفاق مدنی ۵	۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَان	Macci 16
۹ سُوْرَةُ التَّوْبَة	بالاتفاق مدنی ۶	۲۶ سُوْرَةُ الشُّعَرَآء	Macci 17
۱۰ سُوْرَةُ يُوْنُس	Macci 3	۲۷ سُوْرَةُ النَّمْل	Macci 18
۱۱ سُوْرَةُ هُوْد	Macci 4	۲۸ سُوْرَةُ الْقَصَص	Macci 19
۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُف	Macci 5	۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	Macci 20
۱۳ سُوْرَةُ الرَّعْد	مختلف فیہ ۲	۳۰ سُوْرَةُ الرُّوْم	Macci 21
۱۴ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم	Macci 6	۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰن	Macci 22
۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْر	Macci 7	۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَة	Macci 23
۱۶ سُوْرَةُ النَّحْل	Macci 8	۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	بالاتفاق مدنی ۸
۱۷ سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْل	Macci 9	۳۴ سُوْرَةُ سَبَا	Macci 24

۳۵ سُوْرَۃُ فَاطِر	Macci 25
۳۶ سُوْرَۃُ یٰسٓ	Macci 26
۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت	Macci 27
۳۸ سُوْرَۃُ صٓ	Macci 28
۳۹ سُوْرَۃُ الزُّمَر	Macci 29
۴۰ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن	Macci 30
۴۱ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ	Macci 31
۴۲ سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی	Macci 32
۴۳ سُوْرَۃُ الزُّخْرُف	Macci 33
۴۴ سُوْرَۃُ الدُّخَان	Macci 34
۴۵ سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃ	Macci 35
۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَاف	Macci 36
۴۷ سُوْرَۃُ مُحَمَّد	بالاتفاق مدنی ۹
۴۸ سُوْرَۃُ الْفَتْح	بالاتفاق مدنی ۱۰
۴۹ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰت	بالاتفاق مدنی ۱۱
۵۰ سُوْرَۃُ قٓ	Macci 37
۵۱ سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت	Macci 38
۵۲ سُوْرَۃُ الطُّوْر	Macci 39
۵۳ سُوْرَۃُ النَّجْم	Macci 40
۵۴ سُوْرَۃُ الْقَمَر	Macci 41

۵۵ سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن	مختلف فیہ ۳
۵۶ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ	Macci 42
۵۷ سُوْرَۃُ الْحَدِیْد	بالاتفاق مدنی ۱۲
۵۸ سُوْرَۃُ الْمُجَادِلَۃ	بالاتفاق مدنی ۱۳
۵۹ سُوْرَۃُ الْحَشْر	بالاتفاق مدنی ۱۴
۶۰ سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ	بالاتفاق مدنی ۱۵
۶۱ سُوْرَۃُ الصَّف	مختلف فیہ ۴
۶۲ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃ	بالاتفاق مدنی ۱۶
۶۳ سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْن	بالاتفاق مدنی ۱۷
۶۴ سُوْرَۃُ التَّغَابُن	مختلف فیہ ۵
۶۵ سُوْرَۃُ الطَّلَاق	بالاتفاق مدنی ۱۸
۶۶ سُوْرَۃُ التَّحْرِیْم	بالاتفاق مدنی ۱۹
۶۷ سُوْرَۃُ الْمُلْک	Macci 43
۶۸ سُوْرَۃُ الْقَلَم	Macci 44
۶۹ سُوْرَۃُ الْحَآقَّۃ	Macci 45
۷۰ سُوْرَۃُ الْمَعَارِج	Macci 46
۷۱ سُوْرَۃُ نُوْح	Macci 47
۷۲ سُوْرَۃُ الْجِنّ	Macci 48
۷۳ سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل	Macci 49
۷۴ سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر	Macci 50

۷۵	سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃ	Macci 51
۷۶	سُوْرَۃُ الدَّھْر	Macci 52
۷۷	سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰت	Macci 53
۷۸	سُوْرَۃُ النَّبَا	Macci 54
۷۹	سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت	Macci 55
۸۰	سُوْرَۃُ عَبَس	Macci 56
۸۱	سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر	Macci 57
۸۲	سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَار	Macci 58
۸۳	سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِیْن	مختلف فیہ ۶
۸۴	سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاق	Macci 59
۸۵	سُوْرَۃُ الْبُرُوْج	Macci 60
۸۶	سُوْرَۃُ الطَّارِق	Macci 61
۸۷	سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی	Macci 62
۸۸	سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃ	Macci 63
۸۹	سُوْرَۃُ الْفَجْر	Macci 64
۹۰	سُوْرَۃُ الْبَلَد	Macci 65
۹۱	سُوْرَۃُ الشَّمْس	Macci 66
۹۲	سُوْرَۃُ الَّیْل	Macci 67
۹۳	سُوْرَۃُ الضُّحٰی	Macci 68
۹۴	سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح	Macci 69
۹۵	سُوْرَۃُ التِّیْن	Macci 70
۹۶	سُوْرَۃُ الْعَلَق	Macci 71
۹۷	سُوْرَۃُ الْقَدْر	مختلف فیہ ۷
۹۸	سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ	مختلف فیہ ۸
۹۹	سُوْرَۃُ الزِّلْزَال	مختلف فیہ ۹
۱۰۰	سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت	Macci 72
۱۰۱	سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃ	Macci 73
۱۰۲	سُوْرَۃُ التَّکَاثُر	Macci 74
۱۰۳	سُوْرَۃُ الْعَصْر	Macci 75
۱۰۴	سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ	Macci 76
۱۰۵	سُوْرَۃُ الْفِیْل	Macci 77
۱۰۶	سُوْرَۃُ قُرَیْش	Macci 78
۱۰۷	سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن	Macci 79
۱۰۸	سُوْرَۃُ الْکَوْثَر	Macci 80
۱۰۹	سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن	Macci 81
۱۱۰	سُوْرَۃُ النَّصْر	بالاتفاق مدنی ۲۰
۱۱۱	سُوْرَۃُ اللَّھَب	Macci 82
۱۱۲	سُوْرَۃُ الاخلاص	مختلف فیہ ۱۰
۱۱۳	سُوْرَۃُ الْفَلَق	مختلف فیہ ۱۱
۱۱۴	سُوْرَۃُ النَّاس	مختلف فیہ ۱۲

کرتے ہیں وہ صرف اُن ہی کا حصّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، اُن کے درجات کو بلند کرے اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ ہمارے خیال میں سوائے تین سورتوں، سُوْرَۃُ الرَّعْد، سُوْرَۃُ الصَّف اور سُوْرَۃُ التَّغَابُن کے وہ تمام سورتیں جن کے بارے میں مکّی اور مدنی ہونے میں کامل اتفاقِ رائے نہیں ہے، سب مکّی ہی ہیں اور یہی اکثر مفسرین کا خیال ہے۔ چناں چہ سورتوں کی مکّی اور مدنی بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں مختلف فیہ بارہ سورتوں میں سے تین کو مدنی شمار کرلیں تو اِن کی تعداد ۲۳ [۳+۲۰] ہو جاتی ہے اور باقی تمام ۹۱ [۹+۸۲] مکّی قرار پاتی ہیں۔ ان مختلف فیہ سورتوں کے مکّی ہونے پر اطمینان مہیا کرنے کے لیے بہتر ہے کہ سید مودودیؒ نے جو کچھ اِن سورتوں کے زمانۂ نزول کے بارے میں لکھا ہے، اُس کا مطالعہ کرلیا جائے۔ فوری حوالے ready reference کے لیے ہم اُن کو نقل کر رہے ہیں۔

سنہ پانچ نبوی تک نازل ہونے والی مختلف فیہ مکّی سورتوں کے زمانہ نزول

اس عنوان سے ظاہر ہے کہ یہاں ہم اِن آٹھ سورتوں کو زیرِ بحث لائیں گے جنھیں ہم نے مکّی تسلیم کیا ہے اور وہ بھی اتنا ابتدائی کہ اِن سورتوں کا پہلے پانچ سالوں میں نازل ہونا روایت و درایت سے قرینِ فہم و بصیرت بیان کیا ہے۔ وہ قارئین جن کے مطالعے سے تفہیم القرآن گزر چکی ہے وہ اس باب کے اس بقایا حصے کو چھوڑ کر آگے بڑھ سکتے ہیں، تاہم اس کتاب کی پہلی تینوں جلدوں میں کسی جگہ تاریخِ سیرت و تنزیل کے مطالعے کے دوران ذہن میں کوئی اشکال آجائے تو تفہیم میں تلاش کی زحمت سے بچ کر فوری طور پر اِن آنے والے چند صفحات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ قارئین جنھوں نے تفہیم القرآن کا مطالعہ نہیں کیا ہے اُن کے لیے اس باب کے بقایا صفحات کا مطالعہ سود مند ہو سکتا ہے۔ مفسّرین کے درمیان مختلف فیہ مکّی یا مدنی سورتوں کے زمانہ نزول پر سیّد صاحبؒ کی تفہیم القرآن میں موجود تحریروں کا مطالعہ قاری کو یہ جاننے اور سمجھنے کا بھی موقع فراہم کرے گا کہ اس باب میں ماہرین کے درمیان اختلافات کی نوعیت کیا تھی اور سیّد صاحبؒ نے کیوں کر اُن کا تجزیہ کیا۔ ہر ایک کو حق ہے کہ وہ سیّد صاحب سے اُن کے نتیجہ فکر سے اتفاق کرے یا اختلاف، تاہم یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمام تجزیوں میں وہ جمہور مفسّرین ہی کے ہم نوا ہیں۔

آنے والی ہیڈنگ میں ہر سورۃ کے شروع میں درج عدد اُس سورۃ کا قرآن مجید میں شمارِ ترتیب [توقیفی ترتیب] ہے اور سورۃ کے نام کے بعد درج عدد نزولی ترتیب میں اُس سورۃ یا آیات کا نمبر شمار ہے۔ مثلاً سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ سے قبل ایک کا عدد ظاہر کرتا ہے [اگلے پیراگراف کی ہیڈنگ ملاحظہ ہو] کہ یہ مصحف میں درج پہلی سورۃِ مبارکہ ہے اور اس کے بعد پانچ کا عدد یہ بتاتا ہے کہ نزولی ترتیب کے مطابق جب قرآن مجید لے کر جبریلِ امین نبی ﷺ کے پاس آئے تو یہ اس غرض یا نوع کی پانچویں آمد تھی [اغلباً، ہماری تحقیق کے مطابق]۔

۱: سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ، ۵

یہ نبوّت محمدی ﷺ کے بالکل ابتدائی زمانہ کی سورت ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی مکمل سورت جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی وہ یہی ہے۔ اس سے پہلے صرف متفرق آیات نازل ہوئی تھیں جو سورۂ علق، سورۂ مزمل، اور سورۂ مدثر وغیرہ میں شامل ہیں۔ [تفہیم القرآن جلد اوّل، زمانہ نزول سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ، صفحہ ۴۲]

۵۵: سُوۡرَۃُ الرَّحۡمٰن، ۲۴

علمائے تفسیر بالعموم اس سورۃ کو مکّی قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عکرمہ اور قتادہ سے یہ قول منقول ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے، لیکن اول تو انھی بزرگوں سے بعض روایات اس کے خلاف بھی منقول ہوئی ہیں، دوسرے اس کا مضمون مدنی سورتوں کی بہ نسبت مکّی سورتوں سے زیادہ مشابہ ہے، بلکہ اپنے مضمون کے لحاظ سے یہ مکّہ کے بھی ابتدائی دور کی معلوم ہوتی ہے۔ اور مزید براں متعدد معتبر روایات سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ مکّہ معظمہ ہی میں ہجرت سے کئی سال قبل نازل ہوئی تھی۔

مسند احمد میں حضرت اسماءؓ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو حرم میں خانہ کعبہ کے اس گوشے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے دیکھا جس میں حجر اسود نصب ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ ابھی فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ (جس چیز کا تمھیں حکم دیا جارہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو) کا فرمان الٰہی نازل نہیں ہوا تھا۔ کہ مشرکین اس نماز میں آپ کی زبان سے فَبِاَیِّ

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ کے الفاظ سن رہے تھے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ، سورۂ الحجر سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

البزار، ابن جریر، ابن المنذر، دار قطنی (فی الافراد)، ابن مردویہ، اور الخطیب (فی التاریخ) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ رحمٰن خود تلاوت فرمائی، یا آپ کے سامنے یہ سورۃ پڑھی گئی۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ "کیا وجہ ہے کہ میں تم سے ویسا اچھا جواب نہیں سن رہا ہوں جیسا جِنوں نے اپنے رب کو دیا تھا"؟ لوگوں نے عرض کیا وہ کیا جواب تھا؟ آپ نے فرمایا کہ "جب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھتا تو جن اس کے جواب میں کہتے جاتے تھے کہ لَآ بِشَيْءٍ مِّنْ نِعْمَةِ رَبِّنَا نُكَذِّبُ، "رب کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے"۔

اسی سے ملتا جلتا مضمون ترمذی، حاکم اور حافظ ابو بکر بزار نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے۔ ان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب لوگ سورۂ رحمٰن کو سن کر خاموش رہے تو حضورؐ نے فرمایا لقد قراتھا علی الجن لیلۃ الجن فکانوا احسن مردودا منکم، کنت کلما اتیت علیٰ قول فبای اٰلآءِ ربکما تکذبان قالو لا بشیء من نعمك ربنا نکذب فلك الحمد یعنی" میں نے یہ سورۃ جِنوں کو سنائی تھی جس میں وہ قرآن سننے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ وہ اس کا جواب تم سے بہتر دے رہے تھے۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچتا تھا کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، تو وہ اس کے جواب میں کہتے تھے کہ "اے ہمارے پروردگار، ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، حمد تیرے ہی لیے ہے۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سورۂ احقاف (آیات ۲۹۔۳۲) میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنوں کے قرآن سننے کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس موقع پر حضورؐ نماز میں سورۂ رحمٰن تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے جب آپؐ سفر طائف سے واپسی پر نخلہ میں کچھ مدّت ٹھہرے تھے۔ اگرچہ بعض دوسری روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم نہ تھا کہ جن آپؐ سے قرآن سن رہے ہیں بلکہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ

آپ کی تلاوت سن رہے تھے، لیکن یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جنوں کی سماعت قرآن پر مطلع فرمایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو یہ اطلاع بھی دے دی ہو کہ سورۂ رحمٰن سنتے وقت وہ اس کا کیا جواب دیتے جا رہے تھے۔

ان روایات سے تو صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ رحمٰن سورۂ حجر اور سورۂ احقاف سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد ایک اور روایت ہمارے سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکّہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔ ابن اسحاق حضرت عروہ بن زبیرؓ سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرامؓ نے آپس میں کہا کہ قریش نے کبھی کسی کو اعلانیہ باآواز بلند قرآن پڑھتے نہیں سنا ہے، ہم میں کون ہے جو ایک دفعہ ان کو یہ کلام پاک سنا ڈالے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: میں یہ کام کرتا ہوں۔ صحابہؓ نے کہا: ہمیں ڈر ہے کہ وہ تم پر زیادتی کریں گے۔ ہمارے خیال میں کسی ایسے شخص کو یہ کام کرنا چاہیے جس کا خاندان زبردست ہو، تاکہ اگر قریش کے لوگ اس پر دست درازی کریں تو اس کے خاندان والے اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا مجھے یہ کام کر ڈالنے دو، میرا محافظ اللہ ہے۔ پھر وہ دن چڑھے حرم میں پہنچے جب کہ قریش کے سردار وہاں اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے۔ حضرت عبداللہ نے مقام ابراہیم پر پہنچ کر پورے زور سے سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش کے لوگ پہلے تو سوچتے رہے کہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر جب انھیں پتہ چلا کہ یہ وہ کلام ہے جسے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خدا کے کلام کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں تو وہ اُن پر ٹوٹ پڑے اور ان کے منہ پر تھپڑ مارنے لگے۔ مگر حضرت عبداللہ نے پروانہ کی۔ پٹتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے۔ جب تک ان کے دم میں دم رہا قرآن سنائے چلے گئے۔ آخر کار جب وہ اپنا سوجا ہوا منہ لے کر پلٹے تو ساتھیوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا ڈر تھا۔ انھوں نے جواب دیا: آج سے بڑھ کر یہ خدا کے دشمن میرے لیے کبھی ہلکے نہ تھے، تم کہو تو کل پھر انھیں قرآن سناؤں۔ سب نے کہا: بس اتنا ہی کافی ہے۔ جو کچھ وہ نہیں سننا چاہتے تھے وہ تم نے انھیں سنا دیا (سیرۃ ابن ہشام، جلد اول، ص ۳۳۶)۔

[تفہیم القرآن جلد پنجم، زمانہ نزول سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن، ۲۴۴ - ۲۴۶]

اس کے انداز بیان اور مضامین سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکۂ معظمہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے جب اہل مکّہ کے ذہن میں آخرت کا عقیدہ بٹھانے کے لیے پے درپے سورتیں نازل ہو رہی تھیں، اور اِس کا نزول اُس زمانے میں ہوا ہے جب اہل مکّہ نے سڑکوں پر، بازاروں میں اور مجلسوں میں مسلمانوں پر آوازے کسنے اور ان کی توہین وتذلیل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مگر ظلم و ستم اور مار پیٹ کا دور ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ بعض مفسرین نے اس سورت کو مدنی قرار دیا ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ دراصل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں میں کم ناپنے اور تولنے کا مرض بری طرح پھیلا ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ویل للمطففین نازل کی اور لوگ بہت اچھی طرح ناپنے تولنے لگے (نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ، ابن جریر، بیہقی فی شعب الایمان) لیکن، جیسا کہ سورۂ دھر میں بیان کیا جا چکا ہے، صحابہ اور تابعین کا عام طریقہ یہ تھا کہ ایک آیت جس معاملے پر چسپاں ہوتی ہے اس کے متعلق وہ یوں کہا کرتے تھے کہ یہ فلاں معاملے میں نازل ہوئی ہے۔ اس لیے ابن عباس کی روایت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جب ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں میں یہ بری عادت پھیلی ہوئی پائی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے یہ سورت ان کو سنائی اور اس سے ان کے معاملات درست ہو گئے۔ [تفہیم القرآن جلد ششم، زمانہ نزول سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِيْن، ۲۷۸]

۹۷: سُوْرَۃُ الْقَدْر، ۱۲

اس کے مکّی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو حیان نے البحر المحیط میں دعویٰ کیا ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک یہ مدنی ہے۔ علی بن حمد الواحدی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ پہلی سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی۔ بخلاف اس کے الماوردی کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک یہ مکّی ہے، اور یہی بات امام سیوطی نے اتقان میں لکھی ہے۔ ابن مردویہ نے ابن عباس، ابن الزبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ سورت مکّہ میں نازل ہوئی تھی۔ سورت کے مضمون پر غور کرنے سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کو مکّہ ہی میں نازل ہونا چاہیے تھا۔ [تفہیم القرآن جلد ۶، ۴۰۲]

اس کے مکّی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عطاءؒ، جابرؒ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ یہ مکّی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول اس کی تائید کرتا ہے۔ بخلاف اس کے قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی دوسرا قول اس کے مدنی ہونے کی تائید میں نقل ہوا ہے۔ اس کے مدنی ہونے پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اُس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے جو ابن ابی حاتم نے ان سے نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثال ذرۃ شرا یرہ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنا عمل دیکھنے والا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا "یہ بڑے بڑے گناہ؟" آپؐ نے جواب دیا "ہاں" میں نے عرض کیا "اور یہ چھوٹے چھوٹے گناہ بھی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس پر میں نے کہا "پھر تو میں مارا گیا؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ اے ابو سعید، کیونکہ ہر نیکی اپنے جیسی دس نیکیوں کے برابر ہو گی۔" اس حدیث سے اس سورت کے مدنی ہونے پر استدلال کی بنا یہ ہے کہ حضرت ابو سعید خدری مدینے کے رہنے والے تھے اور غزوۂ احد کے بعد سن بلوغ کو پہنچے۔ اس لیے اگر یہ سورت ان کی موجودگی میں نازل ہوئی تھی، جیسا کہ ان کے بیان سے ظاہر ہے، تو اسے مدنی ہونا چاہیے لیکن صحابہ اور تابعین کا جو طریقہ آیات اور سورتوں کی شان نزول کے بارے میں تھا، اس کی تشریح سورۂ دھر کے مضمون میں بیان کی جا چکی ہے، اس لیے کسی صحابی کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیت فلاں موقع پر نازل ہوئی، اس بات کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اس کا نزول اسی وقت ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو سعید نے ہوش سنبھالنے کے بعد جب پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ سورت سنی ہو اس وقت اس کے آخری حصے سے خوف زدہ ہو کر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سوالات کیے ہوں جو اوپر درج کیے گئے ہیں اور اس واقعہ کو انھوں نے اس طرح بیان کیا ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا۔ اگر یہ روایت سامنے نہ ہو تو قرآن کو سمجھ کر پڑھنے والا ہر شخص یہی محسوس کرے گا کہ یہ مکّی سورت ہے، بلکہ اس کے مضمون اور اندازِ بیان سے تو اس کو یہ محسوس ہو گا کہ یہ مکّہ کے بھی اس ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہو گی جب نہایت مختصر

اور انتہائی دلنشین طریقہ سے اسلام کے بنیادی عقائد لوگوں کے سامنے پیش کیے جارہے تھے۔ [تفہیم القرآن جلد ششم، زمانہ نزول سُوْرَۃُ الزِّلْزَال، ۴۱۸]

۱۱۲: سُوْرَۃُ الاخلاص، ۳۶

اِس کے مکّی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے، اور یہ اختلاف اُن روایات کی بنا پر ہے جو اِس کے سببِ نزول کے بارے میں منقول ہوئی ہیں۔ ذیل میں ہم اُن کو سلسلہ وار درج کرتے ہیں۔

۱ حضرت عبدؓاللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب کا نَسب ہمیں بتایئے۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی (طَبَرانی)۔

۲ ابو العالیہ نے حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب کا نسب ہمیں بتایئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی (مُسند احمد، ابن ابی حاتم، ابن جریر، تِرْمِذی، بخاری فی التاریخ، ابن المُنذِر، حاکم، بیہقی)۔ تِرْمِذی نے اِسی مضمون کی ایک روایت ابو العالیہ سے نقل کی ہے جس میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کا حوالہ نہیں ہے اور اُسے صحیح تر کہا ہے۔

۳ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ایک اَعرابی نے (اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے) نبی ﷺ سے کہا کہ اپنے رب کا نسب ہمیں بتایئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی (ابو یَعلیٰ، ابن جریر، ابن المُنذِر، طَبَرانی فی الاَوسط، بَیہقی، ابو نُعیم فی الحِیلہ)۔

۴ عِکرِمہ نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں کَعب بن اشرف اور حُیَیّ بن اَخطَب وغیرہ شامل تھے اور انھوں نے کہا: "اے محمد (ﷺ) ہمیں بتایئے کہ آپؐ کا وہ رب کیسا ہے جس نے آپؐ کو بھیجا ہے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی (ابن ابی حاتم، ابن عَدی، بیہقی فی الاسماء والصفات)۔

اِن کے علاوہ مزید چند روایات ابن تَیمیہ نے اپنی تفسیر سورۂ اخلاص میں نقل کی ہیں جو یہ ہیں:

۵ حضرت اَنَس کا بیان ہے کہ خَیبر کے کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا "اے ابو القاسمؐ، اللہ نے ملائکہ کو نورِ حجاب سے، آدم کو مٹی کے سڑے ہوئے گارے سے، ابلیس کو آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھوئیں سے، اور زمین کو پانی کے جھاگ سے بنایا، اب ہمیں اپنے رب کے

متعلق بتائیے (کہ وہ کس چیز سے بنا ہے)۔ ''رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور انھوں نے کہا اے محمدؐ، ان سے کہیے هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ

٦ عامر بن الطُّفَیل نے حضورؐ سے کہا'' اے محمدؐ، آپؐ کس چیز کی طرف ہمیں بلاتے ہیں؟ ''آپؐ نے فرمایا اللہ کی طرف۔ عامر نے کہا، '' اچھا تو اُس کی کیفیت مجھے بتائیے۔ وہ سونے سے بنا ہوا ہے یا چاندی سے یا لوہے سے؟'' اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

٧ ضحّاک اور قتادہ اور مُقاتِل کا بیان ہے کہ یہودیوں کے کچھ علما حضورؐ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا ''اے محمدؐ، اپنے رب کی کیفیت ہمیں بتائیے، شاید کہ ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں۔ اللہ نے اپنی صفت توراۃ میں نازل کی ہے۔ آپؐ بتائیے کہ وہ کس چیز سے بنا ہے؟ کس جنس سے ہے؟ سونے سے بنا ہے یا تانبے سے، یا پیتل سے، یا لوہے سے، یا چاندی سے؟ اور کیا وہ کھاتا ہے اور پیتا ہے؟ اور کس سے اُس نے دنیا وراثت میں پائی ہے اور اُس کے بعد کون اُس کا وارث ہوگا؟'' اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

٨ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نَجران کے عیسائیوں کا ایک وفد سات پادریوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے حضورؐ سے کہا ''ہمیں بتائیے آپؐ کا رب کیسا ہے، کس چیز کا بنا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا میرا رب کسی چیز سے نہیں بنا ہے۔ وہ تمام اشیا سے جدا ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

اِن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مواقع پر مختلف لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اُس معبود کی ماہیت اور کیفیت دریافت کی تھی جس کی بندگی و عبادت کی طرف آپؐ لوگوں کو دعوت دے رہے تھے، اور ہر موقع پر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کو جواب میں یہی سورت سنائی تھی۔ سب سے پہلے یہ سوال مکّہ میں قریش کے مشرکین نے آپؐ سے کیا اور اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مدینۂ طیّبہ میں کبھی یہودیوں نے، کبھی عیسائیوں نے، اور کبھی عرب کے دوسرے لوگوں نے حضورؐ سے اِسی نوعیت کے سوالات کیے اور ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ جواب میں یہی سورت آپؐ اُن کو سنا دیں۔ اِن روایات میں سے ہر ایک میں یہ جو کہا گیا ہے کہ اِس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی تھی، اِس سے کسی کو یہ خیال نہ ہونا چاہیے کہ یہ سب روایتیں باہم متضاد ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی مسئلے کے بارے میں اگر پہلے سے کوئی آیت یا سورۃ نازل شدہ موجود ہوتی تھی تو بعد میں جب کبھی حضورؐ کے سامنے وہی مسئلہ پیش کیا جاتا، اللہ

تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آجاتی تھی کہ اس کا جواب فلاں آیت یا سورۃ میں ہے، یا اِس کے جواب میں وہ آیت یا سورۃ لوگوں کو پڑھ کر سنادی جائے۔احادیث کے راوی اس چیز کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب فلاں معاملہ پیش آیا، یا فلاں سوال کیا گیا تو یہ آیت یا سورۃ نازل ہوئی۔اِس کو تکرارِ نزول سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، یعنی ایک آیت یا سورۃ کا کئی مرتبہ نازل ہونا۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ یہ سورۃ دراصل مکّی ہے بلکہ اِس کے مضمون پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مکّہ کے بھی ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بیان میں قرآن کی مفصل آیات ابھی نازل نہیں ہوئی تھیں،اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت الی اللہ کو سن کر لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آخر آپؐ کا وہ رب ہے کیسا جس کی بندگی وعبادت کی طرف آپؐ لوگوں کو بلا رہے ہیں۔اِس کے بالکل ابتدائی دور کی نازل شدہ سورت ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ مکّہ میں جب حضرت بلال کا آقا اُمیّہ بن خلف اُن کو دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ایک بڑا سا پتھر اُن کی چھاتی پر رکھ دیتا تھا تو وہ اَحَدٌ اَحَدٌ پکارتے تھے۔یہ لفظ اَحد اِسی سورہ سے ماخوذ تھا۔ [تفہیم القرآن جلد ششم،زمانہ نزول سُوْرَۃُالاخلاص، ۵۳۰- ۵۳۲]

۱۱۳: سُوْرَۃُ الْفَلَق، ٦٦ اور ۱۱۴: سُوْرَۃُ النّاس، ٦٧

حضرت حسن بصری، عکرمہ، عطاء اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ یہ سورتیں مکّی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ مگر ان سے دوسری روایت یہ ہے کہ یہ مدنی ہیں اور یہی قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور قتادہ کا بھی ہے۔اس دوسرے قول کو جو روایات تقویت پہنچاتی ہیں ان میں سے ایک مسلم، ترمذی، نسائی اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک روز مجھ سے فرمایا: ”الم تر اٰیاتٍ اُنزلَت اللیلۃ، لم یُرَ مثلھن، اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق، اَعُوْذ بِرَبِ النَّاس، تمھیں کچھ پتہ ہے کہ آج رات مجھ پر کیسی آیات نازل ہوئی ہیں؟ یہ بے مثل آیات ہیں۔ اعوذ بربّ الفلق اور اعوذ بربّ الناس“۔ یہ حدیث اس بنا پر ان سورتوں کے مدنی ہونی کی دلیل ہے کہ حضرت عقبہ بن رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ایمان لائے تھے، جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی نے خود ان کے اپنے بیان سے نقل کیا ہے۔دوسری روایات جو اس قول کی تقویت کی موجب بنی ہیں وہ ابن سعد، مُحیّ السُّنّہ بَغَوِی، امام نَسَفِی، امام بَیھَقِی، حافظ

ابن حجر، حافظ بدرالدین عینی، عَبدبن حُمَیْد وغیرہم کی نقل کردہ یہ روایات ہیں کہ جب مدینے میں یہود نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا اور اس کے اثر سے نبی ﷺ بیمار ہو گئے تھے اس وقت یہ سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سنہ ۷ھ کا واقعہ ہے۔ اسی بنا پر سفیان بن عُیَیْنَہ نے بھی ان سورتوں کو مدنی کہا ہے۔

لیکن جیسا کہ سورۃ الاخلاص کے مضمون میں بیان ہو چکا ہے کہ کسی سورۃ یا آیت کے متعلق جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں موقع پر نازل ہوئی تھی تو اس کا مطلب لازماً یہی نہیں ہوتا کہ وہ پہلی مرتبہ اسی موقع پر نازل ہوئی تھی، بلکہ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ ایک سورت یا آیت پہلے نازل ہو چکی تھی، اور پھر کوئی خاص واقعہ یا صورت حال پیش آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کی طرف دوبارہ بلکہ کبھی کبھی بار بار نبی ﷺ کو توجہ دلائی جاتی تھی۔ ہمارے نزدیک ایسا ہی معاملہ معوذتین کا بھی ہے۔ ان کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ یہ ابتداءً مکّہ میں اس وقت نازل ہوئی ہوں گی جب وہاں حضور ﷺ کی مخالفت خوب زور پکڑ چکی تھی۔ بعد میں جب مدینہ طیبہ میں منافقین، یہود، اور مشرکین کی مخالفت کے طوفان اٹھے تو حضور ﷺ کو پھر انھی دونوں سورتوں کے پڑھنے کی تلقین کی گئی جیسا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا روایت میں ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ پر جادو کیا گیا اور آپ ﷺ کی علالت مزاج نے شدت اختیار کی[18] تو اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے آکر پھر یہی سورتیں پڑھنے کی آپؐ کو ہدایت کی۔ اس لیے ہمارے نزدیک ان مفسرین کا بیان ہی زیادہ معتبر ہے جو ان دونوں سورتوں کو مکی قرار دیتے ہیں۔ جادو کے معاملہ کے ساتھ ان کو مخصوص سمجھنے میں تو یہ امر بھی مانع ہے کہ اس کے ساتھ صرف سورۂ فلق کی صرف ایک آیت وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ہی تعلق رکھتی ہے، سورۂ فلق کی باقی آیات اور پوری سورۂ الناس کا اس معاملہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ [تفہیم القرآن جلد ششم، زمانہ نزول سورۃ الفلق، ۵۴۶-۵۴۷]

☆☆☆☆

---

[18] مصنف اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نبی ﷺ سحر زدہ نہیں تھے، نہ مکہ میں نہ مدینے میں، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ یہ ظالم آپس میں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک سحر زدہ آدمی ہے جس کے پیچھے تم لوگ جا رہے ہو (الاسرا-۴۷)